السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

فرض نماز کے بعد امام کا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرنا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہمارے یہاں کشمیر کی بعض مساجد اہل حدیث میں نماز فرض کی ادائیگی کے بعد، بعد سلام امام ہاتھ اٹھا کر مقتدیوں کی طرف رخ پھیر کر، زور زور سے دعا مانگتا ہے اور مقتدی زور زور سے آمین آمین کہتے ہیں۔ اور بعض مساجد میں یہ طریقہ نہیں ہے بلکہ امام اور مقتدی انفرادی صورت میں خاموشی سے دعا مانگتے ہیں۔ البتہ کلمات مسنونہ وماثور کا پڑھنا اور نفس دعا سے بفضلہ تعالیٰ کسی کو انکار نہیں ہے۔

چندسال پہلے ایسا ہوا کہ میں نے مسجد اہل حدیث مائنہ سرین نگر میں اجتماعی صورت میں دعا مانگنا ترک کیا، کیوں کہ ''صحیحین،، کے علاوہ ''نسائی،، الروضۃ الندیہ،، سبل السلام،، نیل الاوطار،، فتح الباری،، مجمع الزوائد،، اور آپ کی تصنیف... ''مرعاۃ المفاتیح،، میں ایسی کوئی حدیث نظر سے نہیں گزری، جس سے ثابت ہوتا ہو کہ مکتوب سے سلام پھیرنے پر امام بلند آواز سے دعا مانگے اور مقتدی زور زور سے آمین کہتے جائیں۔ بلکہ ائمۃ الہدی نے اس طریقہ سے اختلاف کیا ہے چنانچہ مجدالدین فیروز آبادی صاحب القاموس 'سفر السعادۃ، میں لکھتے ہیں کہ: ''وہ دعا کہ جو بعد سلام کے کرتے ہیں یہ عادت پیغمبر کی نہ تھی اور یہ حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور بدعت حسنہ ہے۔،، (سفر السعادۃ اردو مطبوعہ لاہور)

اور سبل السلام مطبوعہ مطبعۃ الاستقامۃ بالقاہرہ 1357ھ (1 307 پر): ''ودعا الإمام مستقبل القبلة، مستدبر اللمأمين، ولم یأت به سنة،،. اسی کتاب کی جلد چہارم باب الذکر والدعاء ص: 325 پر ہے: ''واما ہذہ التی یفعلها الناس فی الدعاء بعد السلام من الصلاة، بأن یبقی الإمام مستقبل القبلة والمؤتمون خلفه یدعون، فقال ابن القیم: لم یکن من ذلک ہدی النبی صلی اللہ علیه وسلم، ولا روی عنه فی حدیث صحیح ولا حسن،،

اسی طرح اخبار ترجمان دہلی جلد: 11 شمارہ: 22 ص: 4 پر بحوالہ ''فتاویٰ،، علامہ ابن تیمیہ برد اللہ مضجعہ جلد دوم ص: 180 ایک فتوی چھپا ہے جس میں علامہ موصوف کے الفاظ یوں ہیں: ''الحمد للہ لم یکن النبی صلی اللہ علیه وسلم یدعو ہو والمأمون عقیب الصلوۃ الخمس، کما یفعله بعض الناس عقیب الفجر والعصر، ولا نقل ذلک عن أحد، ولا أستحب ذلک أحد من الائمة،، (مجموع فتاوی شیخ الاسلام احمد بن تیمیة 22/512) الخ

اس لیے آپ کی خدمت میں چند گزارشات ارسال ہیں، امید ہے کہ تسلی بخش جواب سے مشکور فرمائیں گے؟۔ واللہ الموفق والمعین.

اولا: مکتوبات یعنی گ: فرض نمازوں سے سلام پھیر کر امام مقتدیوں کی طرف مڑی (جب کہ سنت سے ثابت ہے) اور زور زور سے (یعنی بالجہر) ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور مقتدی بھی آمین کہتے جائیں، تو کیا یہ صورت أقرت إلی السنہ ہے یا ابعد؟۔ اور اگر امام سلام پھیر کر اجتماعی صورت میں نہیں بلکہ انفرادی صورت میں کلمات ماثورہ پڑھ کر دعا مانگے، اور ماموین بھی اپنی اپنی خواہشات اور حاجات کے مطابق ہاتھ اٹھا کر یا اٹھائے بارہ گاہ صمدیت میں دست بدعا ہوں، تو اس صورت میں امام اور ماموین گناہگار تو نہ ہوں گے؟۔

ثانیا: فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص: 328 پر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بعد نماز مکتوبہ امام کا دعا مانگنا اور مقتدی کا اس میں آمین کہہ کر شرکت کو جائز قرار دیا ہے۔ اور اس جواز کے لیے ابن کثیر میں مرقوم روایت کو بطور سند پیش کیا ہے، لیکن اس روایت کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے آمین نہیں کہی ہے۔ پوری حدیث تفسیر ابن کثیر طبع مصر (عیسیٰ البانی الحلبی وشرکاوہ) جلد اول کے ص: 542 پر سورہ نساء کی آیات 97تا 100 کی تفسیر میں روایت بخاری کے بعد یوں ہے: ''وقال ابن أبی حاتم حدثنا أبی حدثنا أبو معمر المقری حدثنی عبدالوارث حدثنا علی ابن زید عن سعید بن المسیب عن أبی ہریرة: أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم رفع یدہ بعد ما سلم، وہو مستقبل القبلة، فقال: اللہم خلص الولید بن الولید وعیاش بن ابی ربیعة وسلمة بن ہشام وضعفه المسلمین الذین لا یستطیعون حیلة ولا یہتدون سبیلا من أید الکفار،،.

اس کے بعد مزید ایک روایت یوں درج کی ہے: ''وقال ابن جریر حدثنا المثنی حدثنا حجاج حدثنا حماد عن علی بن زید عن عبداللہ أو ابراہیم بن عبداللہ القرشی عن ابی ہریرة: أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان یدعو فی دبر صلوة الظہر، اللہم خلص الولید وسلمة بن ہشام وعیاش بن أبی ربیعة وضعفة المسلمین من أیدی المشرکین، الذین لا یستطیعون حیلة ولا یہتدون سبیلا.،،

اسماء الرجال کی کتابیں نہ ہونے کی بناء پر ہم میں اتنی علمی صلاحیت نہیں کہ روایت ابن ابی حاتم اور روایت ابن جریر الطبری کی سند پر کچھ کلام وبحث یعنی: جرح وتعدیل سے کام لیں، اس لیے آپ کی طرف رجوع کی ضرورت لاحق ہوئی، البتہ اتنا ضرور عرض کریں گے کہ اگر یہاں مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کی طرح تعمیم بعد تخصیص سے کام لیں یا اجتہادی کارنامہ انجام دیں تو فرمان مصطفوی علی صاحبہ الصلاۃ والتسلیم: ''العلم ثلاثة آیة محکمة أو سنة قائمة أو فریضة عادلة،، پر بظاہر عمل نہیں ہوگا۔ اگرچہ اہل حدیث کا منصب یہی ہے کہ سنت ثابتہ کی تلاش کرے۔ ہماری نظر سے یہ حدیث نیل الاوطار اور اعلام الموقعین اور مرعاۃ میں بھی گزری ہے۔ بعض روایت میں لفظ ''سنة قائمة،، کے بدلے سنة ثابتة،، نظر سے گزرا ہے۔ نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو چھینگ کے موقعہ پر ''الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ،، پڑھنے پر فرمایا کہ ''أنا أقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ، ولیس ہکذا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم،، اور روایت بخاری میں حضرت براء بن عازب کو ''رسولک الذی أرسلت،، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی کہو جو کچھ ہم نے کہا ہے۔ یعنی: ''ونبیک الذی أرسلت،، بظاہر یہ دونوں روایتیں اور واقعہ مولانا امرتسری صاحب کے فتویٰ سے مطابقت نہیں رکھتے۔ مرعاۃ جلد سوم ص: 279 کی عبارت ''کان یدعو کثیرا، کما فی الصلوة والطواف وغیرہما من الدعوات المأثورة، دبر

لاالصلوات وعندالنوم وبعد الأكل ، ولم يرفع يديه ولم يمسح بهما وجهه ،، کی عبارت بظاہر میرے طریق کار کی موید ہے ۔

ثالثا : ''البلاغ المبين فی اتباع خاتم النبيين ،، منصفہ شیخ محی الدین مرحوم کے ص : 269 پر ابن ابی شیبہ کی روایت یوں درج ہے ۔ ''روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اسود العامری سے ، اس نے اپنے باپ سے کہ "کہا نماز پڑھی میں نے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے فجر کی ، پس جب سلام پھیرا ، اٹھائے دونوں ہاتھ اپنے ، دعا کے لیے اور دعا کی ۔ (آخر حدیث تک) اس کے بعد موصوف نے ساری روایت درج نہیں کی ہے ۔ حالاں کہ ان الفاظ سے بھی مقتدیوں کا آمین کہنا ثابت نہیں ہوتا ۔

مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی نے ''صلاۃ الرسول ،، کے ص : 311 پر یہی روایت یوں لکھی ہے حضرت عامر کہتے ہیں : ''صليت الفجر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما سلم رفع يديه ودعا ،، (ابن ابی شیبہ) مصنف ابن ابی شیبہ میرے پاس نہیں ہے ، اور نہ ان دو کتابوں کے علاوہ کسی اور کتاب میں روایت نظر سے گزری ہے ۔ اس لیے آپ سے سوال ہے کہ یہ روایت صحیح ہے یا کہ غیر صحیح ؟ نیز ابن کثیر کی دونوں روایات ابن ابی حاتم اور ابن جریر الطبری کے بارے میں لکھیں کہ یہ صحیح ہیں کہ غیر صحیح ؟

میں بحمد اللہ لیل ونہار ، سفر وحضر ، خلوت وجلوت غرض ہر ساعت میں بارہ گاہ صمدیت میں دعا مانگتا ہوں اور دعا مانگنے کو عبدیت کا ایک خاص شرف سمجھتا ہوں ، کیوں کہ آیات واحادیث بکثرت دعا مانگنے کا مطالبہ کر رہی ہیں اور بظاہر آپ ہی کے الفاظ ''اِعلم ان الدعاء والتضرع من اشرف أنواع الطاعات وأفضل العبادت ،، (مرعاۃ جلد سوم : 394 لیتھو) کا قائل اور عامل ہوں ، البتہ اپنی تحقیق کے مطابق مکتوبات کے بعد روزانہ پانچ وقتوں میں ، یا جمعہ کے دن فرض نماز کے بعد ، امام کا ہاتھ اٹھانا اور مقتدیوں کا آمین آمین کہنا ، یہ مجھے سنت سے اقرب دکھائی نہیں دیتا ، بلکہ ابعد معلوم ہوتا ہے باقی اوقات وامکنہ مثلا : سحری کا وقت ۔ افطار کا وقت ۔ میدان جہاد میں التقاء الصفوف کا وقت اور عند رؤیہ الکعبۃ ودیگر مقامات کے بارے میں مجھے الحمد اللہ کوئی شک نہیں ۔ اسی طرح خطبہ جمعہ میں بھی دعا مانگنا اور مجالس وعظ وتبلیغ میں دعا مانگنا میری عادت ہے ، جس کے لیے مجمع الزوائد میں اجازت مروی ہے ۔ البتہ دعاء قنوت کی طرح ''ويؤمن من كان خلفه ،، پانچوں نمازوں میں امام کا دعا مانگنا اور مقتدیوں کا آمین کہنا اس کے لیے کوئی حدیث صحیح نظر سے ابھی تک نہیں گزری ۔ اس لیے آپ س التماس ہے کہ مسئلہ کی صحیح حقیقت آپ کے نزدیک کیا ہے ؟

(المستفتی : عبد الرشید بٹ طاہری ، بٹہ مالو دیارونی ، سری نگر (چیف مبلغ مسجد اہل حدیث ، بٹہ مالو)

امور مستفسرہ کے مختصر جوابات

(1) پنجگانہ فرض نمازوں سے سلام پھیرنے کے بعد اذکار ماثورہ پڑھ کر یا بغیر پڑھے ہوئے ، امام کا مقتدیوں کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر زور زور سے دعا مانگنا ، اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر زور زور سے آمین آمین کہتے جانا ۔ دعا

کی ہیئت کذائی ، نہ رسول اللہ ﷺ سے صراحۃ منقول ہے ، اور نہ آپ کے بعد صحابہ سے ، نہ بسند صحیح نہ بسند ضعیف ۔

البتہ فرض نمازوں کے بعد آنحضرت ﷺ کا بلند آواز سے دعا کرنا متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے اور ثابت ہے ۔ ملاحظہ ہو :

''عمل اليوم والليلة لابن السنی ،، میں حدیث ام سلمہ : 108 ، حدیث ابو بکر : 109 ، حدیث انس بن مالک : 110 ، حدیث زید بن ارقم : 111 ، حدیث ابوامامہ : 113 ، حدیث انس بن مالک : 117 ، وحدیث : 118 ، وحدیث ابوبرزہ اسلمی : 124 وحدیث عبادہ بن الصامت : 125 اور ملاحظہ ہو : مجمع الزوائد 9 110 میں حدیث عائشہ بروایت طبرانی فی الاوسط ، وحدیث ابی الملیح بن اسامہ عن ابیہ بروایت بزار ، وحدیث انس بن مالک بروایت طبرانی فی الاوسط والبزار ، نیز حدیث انس بروایت بزار ، ونیز حدیث انس بروایت طبرانی فی الاوسط ، وحدیث ابی ایوب بروایت طبرانی فی الصغیر والاوسط ، وحدیث ام سلمہ بروایت طبرانی فی الصغیر ، وحدیث ابوبرزہ اسلمی بروایت طبرانی ، وحدیث ابو موسیٰ بروایت طبرانی فی لاوسط ، ان سے بعض روایتیں کتب سنن میں بھی مروی ہیں ، ان احادیث میں سے اکثر متکلم فیہ ہیں جیسا کہ حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے ، لیکن ان میں سے کسی پر موضوع ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ، اور مجموعی طور پر ان سے فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد امام کا بلند آواز سے دعا کرنا ثابت ہوتا ہے ۔ ہاں البتہ ان سب میں اس بات کا احتمال ہے کہ آپ نے بلند آواز سے دعا اس لیے نہیں کی تھی کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز یعنی : زور زور سے دعا کرنے کی مشروعیت بیان فرمائیں ، بلکہ آپ کا اونچی آواز سے دعا کرنا محض اس مقصد سے تھا کہ لوگوں کو فرض نماز کے بعد نفس دعا کرنے کی مشروعیت معلوم ہوجائے ، جیسا کہ اکثر علماء اہل حدیث نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ اور دعاؤں کو بلند آواز کے ساتھ پڑھنے کی یہی توجیہ کرتے ہیں یا امام شافعی نے الجہر بالذکر بعد السلام من المکتوبۃ کی روایات کو تعلیم امت لمشروعیۃ بعد السلام من المکتوبۃ پر محمول کیا ہے ۔

فرض نمازوں کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا بھی آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کما سیأتی ۔ جن روایات میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ذکر آیا ہے ، اگرچہ ان میں سے ہر ایک پر کلام کیا گیا ہے ، مگر وہ کلام ایسا نہیں ہے کہ جس سے ان احادیث پر موضوع ہونے کا حکم لگایا جاسکے کما سیجئ ۔ اس لیے ان سے امام کے لیے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا جواز یا استحباب ثابت ہونے میں کوئی شبہ نہیں ۔ اور چوں کہ کسی روایت سے اس طرح دعا کرنے کی خصوصیت آنحضرت ﷺ کے لیے امام کے لیے ثابت نہیں ہے ، اس لیے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ، امام اور مقتدی دونوں کے لیے جائز ہوگا ۔ واللہ اعلم ۔

جو لوگ امام کی دعا پر مقتدیوں کے زور زور سے آمین آمین کہنے کے قائل ہیں ۔ ان کے اس قول کی بنیاد قیاس ہے ۔ وہ دعا بعد المکتوبۃ کو دعاء قنوت نازلہ پر قیاس کرتے ہیں ۔ آں حضرت ﷺ سے قنوت نازلہ میں مستضعفین مکہ کے حق میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے دعا کرنا اور آپ کے پیچھے مقتدی صحابہ کا آمین کہتے جانا ثابت ہے ۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ : دعا کی اس ہیئت کذائی کے قنوت نازلہ کے ساتھ مخصوص ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے ۔ لہذا فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بھی امام کے دونوں ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے دعا کرنے پر مقتدیوں کا زور زور سے آمین کہنا جائز ہونا چاہیے ۔

فرض نماز کے بعد امام کی دعاء پر مقتدیوں کے آمین کہنے کے جواز پر اس حدیث کے عموم سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جو مجمع الزوائد : ، 10 170 میں بایں الفاظ مذکور ہے : ''عن ابی ہريرة عن جيبب بن مسلمة الفهری وكان مستجابا ، أنه قال للناس : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : لا يجتمع ملأ فيد عو بعضهم ويؤمن سائرهم إلا أجابهم الله ، الحديث رواه الطبرانی قال الهيثمی بعد ذكره : رجالها الصحيح ، غير ابن لهيعة ، وهو حسن الحديث ،، انتهى .

یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ : مقتدیوں کو عام طور پر ادعیہ ماثورہ یاد نہیں ہوتیں اور ان کو اپنی زبان میں دعا کرنے میں تکلف یا جھجھک محسوس ہوتی ہے ، اس لیے یا تو وہ خاموش رہ کر امام کی دعا سننے پر اکتفا کرتے ہیں ۔ یا امام کے ہر دعائیہ جملہ پر آمین آمین کہتے ہیں ۔ اور امام کے آہستہ دعا کرنے کی صورت میں بلکل چپ بیٹھے رہتے ہیں ۔ پس بہتر یہ ہے کہ امام بلند آواز سے دعا کرے اور مقتدی خاموش رہنے کے بجائے بلند آواز سے آمین آمین کہہ کر اللہ سے دعا کی

قبولیت کی درخواست اور سوال کریں ۔

ہمارے نزدیک اولیٰ اوراقرب الی السنۃ یہ بات ہے کہ امام سلام پھیر کراذکار ماثورہ پڑھنے کے بعد مقتدیوں کی طرف مڑکر دونوں ہاتھ اٹھاکرادعیہ ماثورہ سِراً پڑھے ،اورمقتدیوں کےلیے جائز ہے کہ کہ ہاتھ اٹھا رکرادعیہ ماثورہ آہستہ آہستہ پڑھیں ،

اوراگرادعیہ ماثورہ یادنہ ہوں تواپنی اپنی خواہش اورحاجت کے مطابق زبان میں دعا کریں ،خواہ یہ اجتماعی شکل میں ہویاانفرادی صورت میں ۔ارشادہے : ''ادعوار بکم تضرعا وخفیۃ ،، اورآنحضرت ﷺ کاجہر کے ساتھ دعا کرنا جیساکہ احادیث محولہ بالاسے معلوم ہوتاہے بیان مشروعیت جہربالدعاء بعدالسلام من المکتوبۃاومن التطوع کےلیے نہیں تھا ۔ بلکہ بظاہر دعا بعدالسلام کی تعلیم کےلیے اوراس کی مشروعیت بیان کرنے کےلیے تھا ۔ واللہ اعلم ۔

اورکسی امر کے بطورعبادت مشروع ومسنون ہونے کےلیے نص خاص صریح ضرورت ہوتی ہے ،اس کےلیے قیاس کافی نہیں ہے ۔ واللہ اعلم ۔

رہ گئی جیبب بن مسلمہ فہری کی حدیث ۔ تواس کے عموم سے استدلال کے جواب میں یہ کہاجاسکتاہے کہ وہ صلوۃ مکتوبہ یاتطوع کے بعدکی دعا کے علاوہ دوسرے اوقات کی ہنگامی دعاؤں پر محمول ہے ۔

کادعاکی مذکورہ ومروجہ ہیئت کذائی پرعمل ہوتا، یعنی : آپ شب وروز کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ مسجد بنوی میں نماز باجماعت ہوتی تھی ۔ صحابہ کاجم غفیر آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا ۔ اگرآپ ﷺ کااورصحابہ ﷺ کی دعا کے ساتھ صحابہ کے آمین آمین کہنے کادستور ہوتا توضرورمنقول ہوتا ۔ محرک وداعی نقل موجودہونے اورمانع کے مرتفع ہونے کے باوجودعدم نقل ،دلیل ہے عدم وقوع اورترک کی لہذا جیبب بن مسلمہ فہری کی حدیث سے اس ہئیت کذائی پراستدلال مخدوش ہے ۔ واللہ اعلم ۔

نے فرض نمازکے بعدامام کی دعامیں حضرت مولاناثناء اللہ امرتسری (2)

مقتدیوں کے شریک ہوکرآمین کہنے پرابن ابی حاتم کی محولہ روایت سے جوتفسیرابن کثیر میں مذکورہے استدلال نہیں کیا ہے ، بلکہ ان کے استدلال کی بنیادصرف اس قدرہے کہ دعا کے ساتھ آمین کہناچوں کہ شرعاًثابت ہے اور مقتدی امام کی دعامیں شریک ہوجاتے ہیں ، اس لیے اس اجتماعی دعامیں آمین کہہ سکتے ہیں ۔

کیوں کہ اصولاًثابت شدہ امرعام رکھنا چاہیے ۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ استدلال مخدوش ہے جیساکہ جیبب بن مسلمہ کی حدیث سے استدلال کے جواب میں گزرچکاکہ یہ عموم اس خاص صورت کے علاوہ کےلیے ہے ۔ واللہ اعلم ۔

وہ احادیث کہ جن سے فرض نمازکے بعددونوں ہاتھوں کواٹھا کردعاکرنے (3)

سے مروی ہےجسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے ۔ جس کے الفاظ آپ نے تفسیرابن کثیر سے نقل کئے ہیں ، اس حدیث کوابن جریر نے بھی روایت کے جوازپراستدلال کیا جاتا ہے ،ان میں سے پہلی حدیث حضرت ابوہریرہ کیا ہے لیکن اس میں دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کاذکر نہیں ہے ۔

اس حدیث پرسنداًاورمعنی دونوں طرح کلام کیاگیا ہے ،اس کی سندمیں علی بن زید بن جدعان واقع ہیں اوروہ متکلم فیہ راوی ہیں ۔

حافظ نے ''تقریب ،، میں اوراکثرمحدثین نے انہیں ''ضعیف سئ الحفظ ،، بتایاہے اورامام ترمذی نے ان کے بارے میں کہاہے ''صدوق ،اِلاأنہ ربمارفع الشئ الذی یوقفہ غیرہ ،، (تہذیب التہذیب 323/7) .اورساجی نے کہاہے : ''کان من أہل الصدق ویحتمل الروایۃ الجلہ عنہ ، ولیس یجری مجری من اجمع علی ثبتہ ،، (التہذیب 7/224) عجلی کہتے ہیں : کان یتشیع لابأس بہ ، وقال مرۃ : یکتب حدیثہ ولیس بالقوی ،، (معرفۃ الثقات العجلی (2/154(1298 والتہذیب 7/323) اوریعقوب بن شیبہ نے کہا ''ہوثقۃ صالح الحدیث ، والِی اللین ماہو ،، اورتہذیب التہذیب (7 324) میں ہے : روی لہ مسلم مقرونابغیرہ ،، اس تفصیل سے معلوم ہواکہ کہ علی بن زید مختلف فیہ راوی ہیں اورایسے راوی کی روایت کردہ حدیث ضعیف توکہی جاسکتی ہے لیکن ناقابل اعتبار واستشہادنہیں ہوتی اوراس پر موضوع ہونے کاحکم نہیں لگایا جاسکتا ۔ بالخصوص جبکہ اس کی مؤید دوسری غیر موضوع روایات موجودہوں ۔

اورمعنوی کلام اس میں یہ کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کاامام بخاری نے اپنی صحیح کے متعددابواب میں روایت کیا ہے ، لیکن اس میں اس کی تصریح ہے کہ آپ نے دعاء مذکورنمازمیں مانگی تھی ۔ نیزیہ کہ یہ مخصوص دعاء قنوت تھی جورکوع سے سراٹھانے کے بعدکی گئی تھی ۔ اس کافرض نمازکے بعددعا کے مروج طریقہ سے کوئی تعلق نہیں ۔ اس کے جواب میں بطور تطبیق کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے دعا مذکورنمازکے اندررکوع کے بعدبھی کی تھی اورنماز سے سلام پھیرنے کے بعد بھی مانگی تھی ،بخاری کی روایت میں پہلی صورت کاذکر ہے اورابن ابی حاتم اورابن جریر کی روایت میں دوسری صورت کا، مستضعفین کی خلاصی کےلیے دعا نمازکے اندر کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ۔

دوسری حدیث انس کی ہےجسے ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ ص :48 میں عبدالعزیزبن عبدالرحمٰن القرشی عن خصیف عن انس کے طریق سے روایت کیا ہے ۔ شروع کے الفاظ یہ ہیں : ''مامن عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلاۃ ، ثم یقول : اللہم الٰہی والہ ابراہیم واسحاق ویعقوب ،، الخ اس حدیث پربھی سنداًکلام کیاگیا ہے ۔ اس کے راوی خصیف بن عبدالرحمن کے بارے میں حافظ لکھتے ہیں : ''صدوق سئ الحفظ خلط بآخرہ ،، (تقریب ص : 324) اورابن حبان لکھا ہے : ''وترکہ جماعۃ من ائمتنا واحتج بہ آخرون ، وکان شیخا صالحا فقیہا عابداً ، اِلاأنہ کایخطئ کثیرا ، فمایروی ویتفرد عن المشاہیر بمالایتابع علیہ ، ہوصدوق فی روایتہ ، اِلاأن الاِنصاف فیہ قبول ماوافق الثقات فی الروایات ، وترک مالم یتابع علیہ ، وقدحدث عبدالعزیزعنہ عن أنس بحدیث منکرولایعرف لہ سماع من أنس ،، انتہی. کذافی تہذیب التہذیب 3/144.

اورخصیف کے شاگردعبدالعزیزبن عبدالرحمن قرشی ''میزان الاعتدال ،، (2 631،رقم الترجمۃ :5112) کے رجال میں سے ہیں حافظ ذہبی ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں : ''عبدالعزیزبن عبدالرحمن البالسی عن خصیف ، اتہمہ الاِمام أحمد، وقال ابن حبان ، کتبنا عن عمربن سنان عن اسحاق بن خالد عنہ نسخۃ شبیہا بمائۃ حدیث مقلوبۃ، منہا مالاأصل لہ ، ومنہا ماہوملزق بانسان لایحل الاحتجاج بہ ، وقال النسائی وغیرہ : لیس بثقۃ ، وضرب أحمد بن حنبل علی حدیثہ ،، انتہی اورحافظ ''تہذیب التہذیب ،، (3/144) میں خصیف کے ترجمہ لکھتے ہیں : ''قال ابن عدی : إذاحدث عن خصیف ثقۃ فلابأس بحدیثہ ورایاتہ ، اِلاأن یروی عنہ عبدالعزیزبن عبدالرحمن ، فإن روایاتہ عنہ بواطیل ، والبلاء من عبدالعزیزلامن خصیف ،، انتہی. معلوم ہواکہ عبدالعزیزبن عبدالرحمن عن خصیف عن انس کی یہ روایت سخت مجروح اورضعیف ہے اورصرف یہ تنہااس لائق نہیں ہے کہ اس سے رفع الیدین فی الدعاء بعدالصلاۃ المکتوبۃ پراستدلال کیا جائے ۔ واللہ اعلم ۔

تیسری حدیث عبداللہ بن زبیر کی ہے جسے حافظ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد،، 10 169 میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے : ''عن محمد بن ابی یحیی قال رأیت عبداللہ بن الزبیر ، ورأی رجلا رافعا یدیہ ، یدعو قبل أن یفرغ من صلاتہ ، فلما فرغ منھا قال : إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلوتہ ، قال الھیثمی : رواہ الطبرانی وترجم لہ فقال : محمد بن ابی یحیی الأسلمی عن عبداللہ بن الزبیر ورجالہ ثقات ،، انتہی . محمد بن ابی یحیی مذکور ابوداوٗد ، ترمذی فی الشمائل ، نسائی ، ابن ماجہ کے رجال میں سے ہیں ان کو حافظ نے صدوق لکھا ہے (تقریب ص : 324) اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے (معرفۃ الثقات 2 257 (1660

اور ابن شاہین نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ ''فیہ لین ،، (التہذیب 9 523) معلوم ہوا کہ یہ روایت حسن سے کم درجہ کی نہیں ہے ۔ (2)

چوتھی حدیث اسود عامرے عن ابیہ کی ہے ۔ جو بحوالہ ابن ابی شیبہ بایں لفظ ذکر کی جاتی ہے : ''عن الأسود العامری عن أبیہ قال : صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ الفجر ، فلما سلم انحرف ورفع یدیہ ودعا ،، الحدیث . حضرت الشیخ علامہ مبارکپوری ''تحفۃ ،، 1 246 میں لکھتے ہین : ''رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ ، کذا ذکر بعض الاعلام ہذا الحدیث بغیر سند وعزاہ الی المصنف ، ولم أقف علی سندہ فاللہ تعالی أعلم کیف ہو ؟ صحیح أو ضعیف ؟ ،، انتہی کلام الشیخ . اس روایت کو انہیں لفظوں کے ساتھ شیخ محی الدین مرحوم نے ''البلاغ المبین ،، میں اور مولانا محمد صادق سیالکوٹی نے ''صلوۃ الرسول ،، میں لکھا ہے ، جیسا کہ آپ نے اپنے سوال میں تحریر فرمایا ہے ۔ اور اسی طرح ''فتاویٰ نذیریہ ،، 1 245-252 میں بھی مرقوم ہے ۔

غالباً مولانا سیالکوٹی نے یہ روایت ''فتاویٰ نذیریہ ،، 1 265 266 سے لی ہے ۔ فتاویٰ 1 265 میں روایت بایں لفظ مذکور ہے : ''عن الأسود بن عامر عن أبیہ قال : صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ الفجر ، فلما سلم انحرف ورفع یدیہ ودعا ،، الحدیث . فتاویٰ میں تینوں مقام پر یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے ، معلوم نہیں کہ ان تینوں مقام کے اصل مفتی حضرات (مولوی عین الدین ، مولوی عبدالغفور ، مولوی عبدالرحیم مرحومین) نے اصل کتاب ''مصنف ابن ابی شیبہ ،، سے براہ راست نقل کی ہے یا کسی اور کتاب سے ؟ کہ جس کے مصنف نے یہ حدیث مذکورہ سند اور لفظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ سے نقل کی ہو ۔ واللہ اعلم ۔

بہر حال یہ روایت فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے پر دلالت کرنے میں صریح ہے ، اور جس قدر ٹکڑا سند کا ''فتاویٰ نذیریہ ،، کے تینوں مقاموں میں مذکور ہے بالخصوص ص : 265 میں ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسود عامری تابعی ہیں ۔ اور ان کے باپ کا نام عامر ہے ، اور وہ صحابی ہیں جنہوں نے آنحضور ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرنے اور سلام پھیرنے کے بعد آپ کے مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو دیکھا ہے ، اور اپنے بیٹے اسود اس واقعہ کو بیان کیا ہے ، اور ان تینوں مقاموں میں ''الحدیث ، یا ''الخ ،، کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ''مطولا ،، مروی ہے جس کو خود مصنف یا کسی راوی نے مختصراً بیان کیا ہے ، یا مذکورہ مفتی صاحبان نے حدیث کا بقیہ حذف کر کے ''الحدیث ''الخ ،، لکھ کر اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے ۔

مصنف ابن ابی شیبہ کے دو ابتدائی جزء جو مولانا عبدالتواب صاحب ملتانی مرحوم کے اہتمام سے لیتھو پر طبع ہوئے ہیں اور تین ابتدائی حصے جو ٹائپ پر مطبع عزیزیہ حیدر آباد دکن میں 1386ھ میں چھپے ہیں اور اس کے دس اجزاء مطبوعہ الدار السلفیہ بمبئی اس وقت ہمارے سامنے ہیں اس حدیث کے ذکر کے لیے دو مقام اور محل مناسب ہیں : ایک : ''کتاب الصلوۃ باب الانحراف بعد السلام ،، اور دوسرا مقام : ''کتاب الادعیۃ ، باب الدعاء برفع الیدین بعد السلام ،، کتاب الصلوۃ اور کتاب الادعیۃ میں تو یہ حدیث مذکورہ آخری سند و لفظ کے ساتھ موجود نہیں ہے ، اور ہم کو اطمینان نہیں ہے کہ مذکورہ سند الفاظ محفوظ ہوں ۔

اولاً : اس وجہ سے کہ ہمارے پاس موجود اسماء الرجال کی کتابوں میں ''اسود بن عامر ،، اسود بن عامری ،، نام کا تابعی اور ''عامر ،، نام کا صحابی جس سے ان کے بیٹے اسود اس واقعہ کو روایت کرتے ہوں نہیں ملے ۔

دوسرے : یہ کہ مصنف ابن ابی شیبہ 1 205 مطبوعہ ملتان اور 1 302 طبع حیدر آباد ''من کان یستحب اذا سلم ان یقوم أو ینحرف ،، میں ایک حدیث بایں سند و الفاظ مذکور ہے : ''حدثنا ہشیم قال نا یعلی بن عطاء عن جابر بن یزید بن الاسود العامری عن ابیہ قال : صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، فلما سلم انحرف ،، اور 4/372 . باب یصلی فی بیتہ ثم یدرک جماعۃ ،، میں بھی یہ مروی ہے کما سیأتی - یہ روایت سنداً صحیح ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں ، یعلی بن عطاء کے استاذ جابر بن یزید بن الاسود العامری ثقہ تابعی ہیں ۔ اور ان کے والد یزید بن الاسود صحابی ہیں ۔ جن سے ان کے لڑکے جابر بن یزید یہ واقعہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ منی میں فجر کی نماز ادا کی اور جب آپ نے سلام پھیرا تو پھیرا تو قبلہ کی طرف سے رخ پھیر کر مقتدیوں کی طرف کر لیا ۔ اس رویت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ذکر نہیں ہے ۔ کما تری .

تنبیہ : واضح ہوہ مصنف ابن ابی شیبہ طبع ملتان میں ''جابر بن یزید بن الأسود العامری ،، کے بجائے ''عن جابر بن یزید عن الأسود العامری ،، ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''اسود عامری ، کوئی راوی ہیں جن سے ''جابر بن یزید ،، روایت کرتے ہیں ۔ غالباً مولانا عبدالتواب ملتانی کے اصل قلمی نسخہ میں یوں ہی یعنی : ''جابر بن یزید عن الاسود ،، رہا ہوگا جس پر ان کو تنبیہ نہیں ہوا ، اور اصل کے مطابق جوں کو توں چھاپ دیا ، لیکن ہمارے نزدیک میں تصحیف ہو گئی ہے یعنی : اصل میں یزید بن الاسود تھا ''بن ،، کے بجائے ناسخ کی غلطی سے ''عن ،، ہو گیا ، اس قسم کی تصحیف کا ہو جانا ذرا بھی مستبعد نہیں ۔

فتاویٰ نذیریہ ،، کے تینوں مفتی حضرات کے سامنے بھی مصنف کا یہی نسخہ رہا ہوگا جس میں ''بن الاسود ،، کے بجائے ''عن الاسود ،، ہے ۔ اور مصنف طبع حیدر آباد میں ''یزید بن الاسود ،، یا ''یزید عن الاسود ،، کے بجائے ''یزید الاسود ،، طبع ہوا ہے ''بن ،) یا ''عن ،، سرے سے ساقط ہو گیا ہے ۔ ہمارے نزدیک یہ بھی غلط ہے ۔ صحیح ۔ '''یزید بن الاسود ،، ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث سنن ابوداوٗد (کتاب الصلاۃ (664) 1 409) عون المعبود 1 237 ، ''باب الامام ینحرف بعد السلام ،، میں بطریق ابوداوٗد اس طرح مروی ہے :

حَدَّثَنَا یَحْیَی ، عَنْ سُفْیَانَ ، قَالَ : حَدَّثَنِی یَعْلَی بْنُ عَطَاءٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ یَزِیدَ بْنِ الْأَسْوَدِ ، عَنْ أَبِیهِ ، أَنَّهُ « صَلَّی مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ، فَلَمَّا صَلَّی انْحَرَفَ ،، ہذا الفظ النسائی ، ولفظ أبی داوٗد : ''قال : صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، فکان إذا سلم انحرف ،، اور حافظ ''اصابہ ،، 3/614 میں لکھتے ہیں : یزید بن الأسود العامری ویقال الخزاعی ، روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ صلی خلفہ ، فکان إذا انصرف انحرف ، روی عنہ جابر بن یزید ولدہ ، وحدیثہ فی السنن الثلاثۃ بہذا وغیرہ ،، معلوم ہوا کہ یزید مذکور اسود کے بیٹے ہیں اور صحابی ہیں جن سے ان کے لڑکے جابر بن یزید واقعہ مذکورہ روایت کرتے ہیں ۔ پس مصنف کی سندیوں ہونی چاہیے ۔ ''عن جابر بن یزید بن الاسود العامری عن ابیہ .،،

فتاویٰ نذیریہ کے تینوں مقاموں میں روایت مذکورہ کے آخر میں الحدیث یا الخ کے ذریعہ جس طویل روایت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ اسی سند کے ساتھ مسند احمد (4 161) ، ترمذی مع التحفۃ (1 188) ، ابوداوٗد مع العون (1 225ھ) ، نسائی (1 99) ، دارقطنی (ص : 158 159) ، مستدرک حاکم (1 245) ، بیہقی (1 201) صحیح ابن حبان ، صحیح ابن السکن مصنف عبدالرزاق 2 421 ، مسند ابوداوٗد الطیالسی معرفۃ الصحابہ لابن مندۃ ، المصنف لابن ابی شیبہ (2 272-273) ''باب یصلی فی بیتہ ثم یدرک جماعۃ ،، میں مروی ہے ۔

جامع ترمذی کے الفاظ یہ ہیں : ''حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَهُ ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ انْحَرَفَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي أُخْرَى الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ ، فَقَالَ : عَلَيَّ بِهِمَا ، فَجِيءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا ، فَقَالَ : مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا ، فَقَالَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا ، قَالَ : فَلَا تَفْعَلَا ، إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ ، فَإِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ

،،(كتاب الصلاة باب ماجاء في الرجل يصلي وحده ثم يدرك الجماعة (219)(1/424). اسی کے قریب دوسری مذکورہ کتابوں کے الفاظ بھی ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہوگیا کہ مختصر اور مطول دونوں میں سے کسی روایت میں بھی ''ورفع يديه فدعا،، کی زیادۃ موجود نہیں ہے اور سند میں ''جابر بن يزيد بن العامري عن ابيه،، یعنی: ''بن الاسود،، کے بجائے ''عن الاسود،، یا ''بن،، کے حذف کے ساتھ ساتھ صرف ''الاسود،، غلطہے۔ ہماری اس تحقیق کی بناء پر قائلین دعاء برفع اليدين بعد السلام عن المكتوبة کی چوتھی دلیل قابل اطمینان ولائق قبول نہیں رہ جاتی۔ واللہ اعلم۔

فرض نماز سے سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے ثبوت میں وہ احادیث بھی پش کی جاتی ہیں جن میں بلاوقت کی تعیین کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مذکور ہے۔ یا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی فضیلت وارد ہے۔ جو تحفہ الاحوزی وغیرہ میں مذکورہیں۔

ہمارے نزدیک فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بغیر التزام کے امام اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر آہستہ آہستہ دعا کرنا جائز ہے، خواہ انفرادی شکل میں ہو یا احتماعی شکل میں۔ ہمارا عمل اسی پر ہے پانچوں نمازوں کے بعد اجتماعی شکل میں دعا کرنے کا التزام نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ دعا کبھی ہاتھ اٹھا کر کی جاتی ہے، اور کبھی بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے، اور کبھی اجتماعی شکل میں اور کبھی منفرداً۔ ہماری تحقیق میں ہی صورت اقرب الی السنہ ہے۔ اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کا بلند آواز سے دعا مانگنا اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر زور زور سے آمین کہتے جانا اور امام اور مقتدیوں کی دعا کی اس ہیئت کذائی کو موکد سمجھ کر اس کا التزام کرنا، یہ طریقہ سنت سے بعید ہے اور میرے دعا کرنے کا خواہ ہاتھ اٹھا کر ہو یا بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے اس کا نزدیک مجدالدین فیروز آبادی صاحب سفر السعادۃ اور حافظ ابن القیم اور امام ابن تیمیہ کے مذکورہ کلاموں کا جنھیں آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے یہی محمل ہے۔ مطلقا انکار مقصود نہیں ہے۔ حضرت نواب والاجاہ مرحوم ''دلیل الطالب،، 1 323 میں سفر السعادۃ سے اس کے مصنف کا مذکوہ کلام نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ مراد نفی دوام است بہئیت کذائی الیوم والا دعا بعداز فریضۃ ثابت ست کما تقدم،، انتہی. ہذا ماظہرلی والعلم عند اللہ تعالی.

املاہ عبیداللہ الرحمانی المبارکفوری 18/11/1397ھ

(محدث بنارس جون 1982ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 302

محدث فتویٰ